''ہم میں سے نہیں ہیں وہ لوگ جو بد فالی لیتے ہیں یا جس کے لئے فال نکالی جاتی ہے یا وہ شخص جو کہانت کا پیشہ اختیار کرتا ہے یا جس کے لئے کہانت کی جاتی ہے اور وہ شخص جو جادو کرتا ہے یا وہ شخص جس کے لئے جادو کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص کسی کاھن کے پاس آئے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو گویا اس نے کفر کیا ہے اس چیز کے ساتھ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے''

درج بالا حدیث سے ان کاموں کی قباحت اور ان پر یقین کرنے والوں کی مذمت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیشے سے منسلک افراد اور ان پر اعتماد کرنے والوں کو اپنے منہج اور طریق کار سے خارج قرار دیا۔

یہ سب ایسی بیماریاں ہیں جو آج ہمارے معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہیں۔ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھ کر یا سن کر کسی کام یا نتیجے کے متعلق غلط تاثر قائم کرنے کو "تطیّر" یعنی بد فالی کہا جاتا ہے۔ اور یہ ایسی بیماری ہے جو ہمارے معاشرے میں عرصہ دراز سے رائج ہے۔ مثلاً کوئی شخص کوئی کام شروع کرتا ہے تو ابتدائی مراحل میں اگر اسے کچھ پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑے تو بد فالی لیتے ہوئے اس کام کو ترک کرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ یہ کام میرے لئے نیک شگون ثابت نہیں ہوگا۔ اسی طرح معاشرے میں چند مخصوص افراد کے متعلق عام لوگوں کا نظریہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا کسی بھی کام میں پہل کرنا معاشرے کے لئے اچھا ثابت نہیں ہوگا۔ مثلاً زیادہ بارش ہونے کی صورت میں یہ کہنا کہ آج فلاں شخص پہاڑوں پر گیا ہے اس لئے بارش تو ہونا ہی تھا۔ یا کسی کام میں ناپسندیدہ نتیجے کا سامنا ہونے پر یہ کہنا کہ آج گھر سے نکلتے وقت فلاں بدبخت سے ملاقات ہوئی تھی' ایسا ہونا ہی تھا۔ غرض اسی طرح دیگر بہت سارے فرسودہ خیالات اور غلط عقائد جو کہ ہمارے معاشرے میں موجود ہیں شریعت کی اصطلاح میں انہی کو ''تطیّر'' کہا جاتا ہے جو انتہائی خطرناک عقیدہ ہے اور ایسے عقائد رکھنے والے کا صراط مستقیم سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔

بحیثیت مومن موحد ہمارے لئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ہر نیک وبد کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی اور کے لئے ان کاموں میں کسی بھی تصرف کا ذرہ برابر اختیار نہیں ہے۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے خلاف کوئی کسی کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ الہ العالمین ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائیں اور ہم سب کو ہر قسم کے غلط افکار اور باطل عقائد سے پاک وصاف رہ کر قرآن وسنت اور سلف صالحین کی راہنمائی میں صحیح منہج پر چلنے اور اسی پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قسم الترجمہ

فکری جنگ' طریقہ کار اور وسائل

"عربی" الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمتہ اللہ علیہ — اردو ترجمہ "ابو عبداللہ عبدالرحیم روزی"

فکری جنگ ایک نئی اصطلاح ہے اس سے مراد کسی بھی امت یا طبقہ فکر کی منظّم منصوبہ بندی کے تحت صرف کی جانے والی وہ اجتماعی کاوشیں ہیں' جو کسی دوسری امت پر غلبہ حاصل کرنے' اس پر اثرانداز ہونے اور مطلوبہ اہداف حاصل کرنے کیلئے کی جاتی ہیں۔

یہ عسکری جنگ سے زیادہ بھیانک ہوتی ہے۔ اس قسم کی جنگ میں یورش زدہ ملک وامت کو آغاز میں کوئی احساس وشعور نہیں ہوتا کہ ان کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ یہ جنگ نہایت ہی پر اسرار طریقے سے لڑی جاتی ہے اور بالآخر وہ متاثرہ قوم فکری غلام اور احساس کے مریض بن جاتی ہے۔ حملہ آور قوم جس امر کو چاہتی ہے' جنگ زدہ قوم ایک مطیع بچے کی طرح اپنے آقاؤں کی آواز پر لبیک کہتی ہے۔ یہ ایک ناقابل علاج مرض ہے' جو اقوام کے تشخص کو ختم' ان کی قوت واصالت کو زائل کرتا ہے۔

اس دور میں تمام اسلامی ممالک اس جنگ کی زد میں ہیں' غیر مسلم اقوام جب میدان کارزار میں مسلمانوں سے عبرتناک شکست کھا گئے' تو انہوں نے مسلمانوں کو مفلوج و مقہور بنانے کیلئے فکری جنگ اختیار کی۔ اس وقت تو الحادی قوتیں ہر دو قسم کی جنگ مسلط کر رہے ہیں۔ مشرق سے مغرب تک اگر کوئی قوم مجبور اور آزادی کیلئے تلملا رہی ہے' تو مسلمان ہی نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے زخم اتنے چوڑے اور گہرے ہیں کہ سارا بدن لہولہان ہے۔ طبیب حیران ہے کہ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

اس وقت قابل ذکر تین سامراجی قوتیں پینترا بدل بدل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور یہ طاقتیں نصرانی صلیبی' سوشلسٹ ازم' اور یہودی ہیں۔ ان میں سے بھی اول الذکر کی کارروائی تندہی اور کروفر کے ساتھ نظر آتی ہے۔ جب یہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ سے صلیبی جنگوں میں عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے۔ تو انہوں نے گہرے سوچ وفکر کے بعد اس راز کو پالیا کہ مسلمانوں کو کس طرح ایک گولی بھی خرچ کئے بغیر زیر کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس دور کے لوگ عسکری حملوں کو پسند نہیں کرتے۔ اس کے بعد وہ انفرادی واجتماعی شکل میں مسلمان ممالک میں کام کرنے لگے۔ کہیں حسب ضرورت یہ سامراجی اقوام مسلمان ممالک پر مسلح جنگ سے بھی احتراز نہیں کرتے۔ جیسا کہ پاکستان' یوگنڈا' مصر' شام اور عراق وغیرہ پر آزمائے گئے۔ یہودی قوم بھی نصرانیت سے کم خطرناک نہیں۔ یہ لوگ بھی

مسلمانوں کے اخلاق وعادات بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔اس قوم کی نظریں مسلم ممالک پر عموماً اور جزیرۂ عرب پر خصوصاً للچائی ہوئی ہیں۔ اپنے اہداف کو عملی جامہ پہنانے کیلئے باطل عقائد و نظریات مسلمانوں پر تھوپ رہی ہے۔ اور ان باطل پرستوں کی خوب سرپرستی کرتی ہے۔ فری میسن (ماسونیت) قادیانیت 'بہائیت' تیجانیت وغیرہ اسی تسلسل کا ایک شاخسانہ ہے۔

سوشلزم تحریک بھی لوگوں میں سرایت کر رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کا فقدان اور ناخواندگی کا عام ہونا ہے۔ کمیونزم' روس اور چین وغیرہ میں بھی جڑ پکڑ گئی یہیں سے یہ تحریک اسلامی ممالک میں پھیلانے کے منصوبے تیار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سادہ لوح عوام کو بظاہر خوبصورت و ملمع نعروں سے دھوکہ دیتے ہیں کہ ہر شخص کو کپڑا' روٹی اور مکان ملیں گے۔ ہم جاگیر دارانہ نظام کے مخالف اور غریب عوام کے ساتھ ہیں۔ اس قسم کے جاذب نظر نعروں سے بہت سے ممالک کو اپنے دام تزویر میں پھنسادیے ہیں۔ اگرچہ خود روس میں اس نظام پر شدید ضرب لگی ہے۔ اور اس کا شعار ہتھوڑا اور درانتی پاش پاش کر دیئے گئے ہیں۔

فکری جنگ کے مغربی بزرجمہر اپنے اہداف درج ذیل وسائل سے حاصل کرنا چاہتے ہیں:

(۱) مسلمانوں کی نئی نسل کے اذہان میں اس فکر کو راسخ کرنا کہ اقوام مغرب کا طرز زندگی اور راستہ ترقی و تمدن کیلئے بہترین مشعل راہ ہے۔ اقتدار اور اعلیٰ مناصب پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے کہ مغربی اقوام کی زبان' تہذیب و تمدن' بود وباش اور عادات و اطوار اپنائے جائیں۔ دینی تعلیمات اس میدان میں سنگ راہ قرار دیئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ مناصب ریاست و وزارت کے بھوکے مغربی کلچر اپنانے میں دوڑ لگا رہے ہیں۔ تاکہ ان کے خواب شرمندہ تعبیر ہو سکیں۔

(۲) مغربی ملکوں میں' مسلمان نوجوانوں کیلئے تعلیمی مراکز میں خصوصی کوٹہ دینا اور ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دینا اور ان کے ذہنوں میں اسلام اور دین کے خلاف نظریات راسخ کرنا اور مغربیت کے حق میں راہ ہموار کراتے ہوئے پروان چڑھانا۔ جب یہ نوجوان فراغت کی ڈگری لیکر وطن واپس آتا ہے' تو وہ مکمل مغرب نواز اور اسلام دشمن بن کر آتا ہے۔ مغربی ذرائع اس آدمی کی قابلیت میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ اور اس لے پاک بچے کے اقتدار میں پہنچنے تک اس کے ساتھ تعاون کرتے رہتے ہیں۔ یہ آدمی زمام اقتدار کو ہاتھ میں لینے کے بعد اسلام دشمنی میں اپنے آقاؤں کو بھی مات دیتا ہے۔

(۳) مغربی زبانوں کی بڑے پیمانے پر تعلیم و اشاعت' جدوجہد اور اس کے لئے بھاری بھرکم بحث کی فراہمی' بین

الاسلامی و قرآنی عربی زبان مٹانے اور اس کی شکل بگاڑنے کی مذموم کوششیں قابل ذکر ہیں۔ کتنے ہی مسلمان ممالک ہیں کہ عربی زبان کے خلاف حکومتیں سرگرم عمل ہیں۔ حالانکہ عربی زبان مسلمانوں کی دینی زبان ہے۔ اسی میں تمام اذکار' نماز' حج و دیگر ارکان اسلام ہیں۔ اس کے برعکس انگلش اور فرانسیسی کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اور عربی کلاسیکی زبان کو صرف و نحو کے معروف طریقوں سے ہٹا کر عامی لہجوں کو فروغ دینا' بلکہ عربی زبان کو ترقی دینے کے نام سے متداول قواعد و ضوابط سے ہٹا کر از سر نو گرائمر وضع کرنے کی باتیں اسی سلسلے کی سعی نامعقول ہیں۔

(۴) بلاد اسلامیہ میں مغربی طرز تعلیم کی یونیورسٹیاں' کالجز' کرسچن اسکولز' پرورش خانے' کھیل کود کے سنٹر' فحاشی و عریانی کے تھیٹرز اور ڈسپنسریوں کا قیام انہی مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے ہے۔ ان عالیشان کالجوں میں اشرافیہ طبقہ کی اولاد کو شوق دلانے اور فراغت کے بعد ملک کے کلیدی مناصب پر فائز کرنے کیلئے مسلسل اعانت کرنا اور ان کی مدح و ثناء میں گنگناتے رہنا شامل ہے۔

(۵) اسلامی ممالک میں تعلیمی امور پر قبضہ جمانا اور اپنی سیاست کو مسلط کرنا' خواہ بلاواسطہ ہو جیسا کہ پادری "دنلوب" نے ادا کیا' جب وہ اس مقصد کیلئے منتخب ہوا تھا۔ یا بالواسطہ ہو۔ کہ جب یہی اہداف وہ شاگرد حاصل کرنا چاہتے ہیں' جو دنلوب کے مدارس میں پڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان مدارس میں سیکولر قسم کی تعلیمات پھیلائی جاتی ہیں۔ جن میں ایمان باللہ اور تصدیق بالرسل کی اساس سرے سے ہی اکھاڑ دی جاتی ہے۔

(۶) اسلام دشمنوں کا ایک گروپ' دین اسلام اور عربی زبان کی تحقیق و دراسہ کرنے اور کتابیں تالیف کرنے لگ جاتا ہے اور تعلیمی مراکز میں استاد تعینات ہوتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے طلباء کے دل و دماغ میں اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ رسول اکرم علیہ الصلواۃ والسلام کے تعدد ازواج پر بالخصوص اور عام مسلمانوں کے تعدد ازواج' غلاموں کے احکام' نکاح و طلاق کے احکام' جہاد کفار' حدود وتعزیرات وغیرہ پر بالعموم دشنام طرازیاں کر کے بہت سے مسلمان طلبہ کو اپنے دین سے بدظن کرتے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ بہت سے مصنفوں' مقالہ نگاروں اور باحثین نے تاریخی حقائق میں انہی مستشرقین کی کتابوں کو مراجع بنالئے ہیں۔ ان مغربی اساتذہ کے پاس پڑھے ہوئے تعلیم یافتہ حضرات اپنے استادوں سے بھی چند قدم آگے نکل جاتے ہیں اور اسلام کو زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔

(۷) اسلامی ممالک میں مسیحی مشنری کی فوج ظفر موج بھیجی جاتی ہے جو منظم طریقے سے سادہ لوح مسلمانوں کو نصرانیت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس غرض و غایت کیلئے انسانی ضروریات کے وسائل استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ جن میں صحت و تشخیص کے مراکز' ادویات کی فری تقسیم' خوراک کی سپلائی اور دیگر فلاحی و رفاہی خدمات کے نام

سے پرکشش پروگرام عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اس کیلئے خوب محنت اور جہد مسلسل کی جاتی ہے اور باصلاحیت دماغ کام کرتے ہیں تاکہ افواہوں اور پروپیگنڈوں کے ذریعے 'اللہ تعالیٰ کے درخشندہ چراغ کو گل کر سکیں' مگر اللہ تعالیٰ کافروں کے نہ چاہنے کے باوجود اپنے نور کی ضیاء پاشی مکمل کرنے والا ہے۔

یوں تو اس کلیسائی تحریک سے کوئی ملک محفوظ نہیں' مگر غربت و افلاس کے شکار افریقی اور ایشیائی ممالک برصغیر پاک وہند' بنگلہ دیش' افغانستان وغیرہ زیادہ اس یلغار کی زد میں ہیں۔ سامراجی تحریکوں کے ارباب حل وعقد بار بار اجلاس کرتے رہتے ہیں۔ اور کامیابی و ناکامی کے اسباب و عوام کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس کے بعد حسب ضرورت ان پالیسیوں میں ترمیم واضافہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء کو قاہرہ' ۱۹۱۰ء کو اڈنمبرج' ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ' ۱۹۳۵ء کو بیت المقدس میں کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔

(۸) معاشرے کی اہم ترین اور نازک ذات عورت کو ورغلا' پھسلا کر زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے مقابل لا کھڑی کر دی گئی۔ آزادی نسواں کے زرق برق نعروں کے دھوکے میں آکر آج کی عورت جس نازک موڑ پر کھڑی ہے' وہ تباہی پھیلانے کیلئے کافی ہے۔ مغربی ممالک تو کافر قوم ہی ہے' مگر اسلامی ممالک میں بھی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں صنف نازک' نیم عریاں حالت میں مردوں کے پہلو بہ پہلو کام نہ کر رہی ہو۔ ابھی مزید لاباحیت اور فحاشی کے فروغ کیلئے کانفرنسیں ہو رہی ہیں جیسا کہ بیجنگ اور قاہرہ وغیرہ میں ہوئی ہے۔ اسی اختلاط ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر شرعی بچوں کی شرح میں کتنا اضافہ ہو رہا ہے۔

(۹) اسلامی ملکوں میں گرجا گھروں کی تعمیر' ان کی خوبصورتی وزیبائش کیلئے خطیر رقوم صرف کئے جاتے ہیں۔ ان گرجا گھروں کیلئے اہم ترین موقع ومحل تلاش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کا رعب ودبدبہ دلوں میں بٹھایا جا سکے۔

(۱۰) ایسے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں کا کثرت سے قیام عمل میں لایا جاتا ہے' جو نصرانیت کے داعی ہوں۔ ان میں کام کرنے والا عملہ اپنے اہداف و مقاصد بڑے ہی مکارانہ و شاطرانہ انداز سے سادہ لوح عوام میں پھیلاتے ہیں۔ جو اسلامی تعلیمات میں علم و آگہی نہیں رکھتے' جلدی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ نیز بائبل کی تلاوت قرآن کریم ہی کے انداز میں کیجاتی ہے۔ سامع حیران ہو کر رہ جاتا ہے کہ یہ کیا نشر ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بائبل کے اسباق' لٹریچر بڑی تعداد میں چھاپ کر ہوٹلوں' دکانوں' تھیٹروں اور عوامی اجتماعات میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ کام زیادہ تر افریقہ کے ممالک میں کیا جا رہا ہے۔

یہ وہ خطرناک وسائل ہیں جنہیں بطور ہتھیار مسلمانوں پر آزمایا جا رہا ہے۔ یہ جال زندگی کے تمام زاویوں میں